83360 ـ خاوند كى اجازت كے بغير اپنے والدين اور رشتہ داروں كو ملنے جانا

سوال

خاوند نے بيوى كو زدوكوب كيا تو وہ اپنے كچھ بچوں كو لے كر كرايہ كے مكان ميں چلى گئى اور ڈيڑھ برس سے وہ كرايہ كے مكان ميں رہ رہى ہے اور خاوند كو كرايہ پر مكان لينے كا علم بھى تھا بيوى كے اس عمل كا شرعى حكم كيا ہے ؟
بيوى اگر اپنے كسى رشتہ دار يا والدين كو ملنے جائے يا پھر ان كى تقريبات ميں شركت كے ليے اكيلى جائے تو كيا حكم ہوگا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ :

اگر بيوى خاوند كى اجازت سے كرايہ كے مكان ميں رہ رہى تو اس ميں كوئى حرج نہيں، اور اسى طرح اگر وہ نفسياتى مرض كے شكار خاوند كى مار سے بچنے كے ليے ايك محفوظ گھر ميں جا كر رہنے لگے تو بھى كوئى حرج نہيں.

ليكن اصل يہى ہے كہ عورت اپنے خاوند كى اجازت كے بغير گھر سے باہر نہيں جا سكتى، اور اگر بغير اجازت گھر سے جاتى ہے تو وہ نافرمان اور بددماغ كہلائيگى، اور ايسا كرنے پر اسے گناہ بھى ہوگا، ليكن اس سے كئى حالات ميں مجبورى كى بنا پر استثناء ہوگا، فقھاء كرام نے اس كى كئى ايك مثاليں بيان كى ہيں.

مثلا جب بيوى كوئى چيز پيسنے يا روٹى پكانے يا ضرورى چيز خريدنے جس كے بغير چارہ نہيں ہے، يا پھر گھر منہدم ہونے كے خدشہ كى بنا پر باہر چلى گئى تو كوئى حرج نہيں "

ديكھيں: اسنى المطالب مع حاشيتہ (3 / 239).

اور مطالب اولى النھى ميں درج ہے:

" بيوى كا گھر سے خاوند كى اجازت كے بغير باہر نكلنا حرام ہے، يا پھر كسى ضرورت كے باہر جانا، ليكن اگر كوئى كھانا وغيرہ لانے كے ليے نہ ہو تو وہ خود جا سكتى ہے " انتہى

ديكھيں: مطالب اولى النهى (5 / 271).

اس سے والدين اور رشتہ داروں كو ملنے اور مختلف قسم كى سماجى تقريبات ميں شريك ہونے كے حكم كا بھى علم معلوم كيا جا سكتاہے، اس ليے بيوى كو اس كے ليے خاوند كى اجازت كے بغير نہيں جانا چاہيے، چاہے بيوى اپنے خاوند كے ساتھ رہتى ہو يا ايك عليحدہ اور مستقل گھر ميں رہ رہى ہو.

فقہاء كرام خاص كر والدين سے ملنے كے بارہ ميں اختلاف ركھتے ہيں، كہ آيا خاوند كو اسے والدين سے ملنے كے ليے جانے سے روكنے كا حق حاصل ہے يا نہيں، اور اگر خاوند جانے سے روكے تو كيا بيوى كو اس ميں بھى خاوند كى اطاعت كرنا ہو گى يا نہيں ؟

احناف اور مالكى حضرات كہتے ہيں كہ خاوند كو روكنے كا حق حاصل نہيں ہے.

ليكن شافعى اور حنابلہ كہتے ہيں كہ خاوند كو روكنے كا حق حاصل ہے، اور بيوى كو اس سلسلہ ميں خاوند كى اطاعت كرنا ہوگى، اس ليے وہ والدين كو بھى خاوند كى اجازت كے بغير ملنے نہيں جا سكتى، ليكن خاوند اسے والدين سے بات چيت اور ان كى زيارت سے نہيں روكنے كا حق حاصل نہيں، ليكن اگر بيوى كا اپنے والدين كو ملنے ميں خاوند كو كوئى نقصان اور ضرر كا خدشہ ہو تو ضرر كو دور كرنے كى بنا پر روك سكتا ہے.

ان نجيم حنفى كہتے ہيں:

" مثلا گر عورت كا خاوند بوڑھا ہو اور وہ خدمت كا محتاج ہو اور خاوند اپنى بيوى كو والد كى ديكھ بھال كرنے سے منع كرے تو بيوى كو چاہيے كہ وہ اس ميں خاوند كى بات نہ مانے، چاہے باپ كافر ہو يا مسلمان، فتح القدير ميں يہى ہے.

ہم نے جو بيان كيا ہے اس سے يہى پتہ چلتا ہے كہ صحيح يہى ہے اور فتوى بھى اسى پر ہے كہ عورت كو اپنے والدين اور محرم رشتہ داروں كو ملنے كے ليے جانے كا حق ہے، عورت ہر جمعہ كے دن خاوند كى اجازت كے بغير اپنے والدين كو ملنے جائيگى، اور محرم رشتہ داروں كو سال ميں ايك بار اور اجازت كے بغير جائيگى " انتہى

ديكھيں: البحر الرائق (4 / 212).

اور التاج و الاكليل على متن خليل مالكى فقہ كى كتاب ميں درج ہے:

" العتبية ميں ہے: خاوند اپنى بيوى كو اس كے والدين يا بھائى كے گھر جانے سے نہيں روك سكتا، خاوند كے خلاف يہى فيصلہ كيا جائيگا، ليكن ابن حبيب اس كى مخالفت كرتے ہيں.

ابن رشد كہتے ہيں: يہ اختلاف تو اس نوجوان بيوى كے متعلق ہے جس سے امن ہو، ليكن زيادہ عمر كى عورت كے بارہ ميں كوئى اختلاف نہيں، اس كے بارہ ميں يہى فيصلہ كيا جائيگا كہ وہ اپنے والدين اور بھائى كو ملنے جائے، ليكن نوجوان لڑكى جس سے خطرہ ہو اور غير مامونہ ہو اس كے ليے اجازت كے بغير جانا جائز نہيں كا فيصلہ ہوگا " انتہى

ديكھيں: التاج و الاكليل على متن خليل (5 / 549).

المتجالۃ: اس بوڑھى اور زائد عمر كى عورت كو كہتے ہيں جس كے بارہ ميں مردوں كى چاہت نہ رہے "

ديكھيں: الموسوعۃ الفقھيۃ (29 / 294).

شافعى فقھاء ميں سے ابن حجر المكى كہتے ہيں:

" اگر عورت والد سے ملنے ياحمام جانے كے ليے مجبور ہو تو وہ خاوند كى اجازت سے باپرد ہو كر پورى حشمت كے ساتھ باہر جائيگى، اور چلنے ميں بھى اپنى آنكھيں نيچى ركھےگى، دائيں بائيں نظريں نہيں دوڑائےگى، وگرنہ دوسرى صورت ميں وہ نافرمانى كہلائيگى " انتہى

ديكھيں: الزواجر عن اقتراف الكبائر (2 / 78).

اور شافى كتب " اسنى المطالب " ميں درج ہے:

" خاوند كے ليے بيوى كو والدين كى عيادت اور ان كے جنازہ ميں شريك ہونے سے روكنے كا حق حاصل ہے، ليكن اولى اور بہتر يہى ہے كہ مت روكے " انتہى

ديكھيں: اسنى المطالب (3 / 239).

امام احمد رحمہ اللہ سے درج ذيل سوال كيا گيا:

ايك عورت كى والدہ بيمار ہے اور خاوند تيمار دارى كے ليے نہيں جانے ديتا تو كيا كرے ؟

امام احمد رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" اس پر ماں سے زیادہ خاوند کی اطاعت زیادہ واجب ہے، لیکن اگر خاوند اجازت دے دو تو اور بات ہے " انتہی

دیکھیں: شرح منتھی الارادات (3 / 47).

اور حنابلہ کی کتاب " الانصاف " میں درج ہے:

" خاوند سے علیحدہ ہونے کے مسئلہ میں عورت پر اپنے والدین کی اطاعت کرنا لازم نہیں، اور اسی طرح خاوند کو چھوڑ کر وہ انہیں بغیر اجازت ملنے بھی نہیں جا سکتی، بلکہ خاوند کی اطاعت کا زیادہ حق ہے.

دیکھیں: الانصاف (3 / 47).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء سے درج ذیل سوال کیا گیا:

خاوند کی اجازت کے بغیر بیوی کا والدین کو ملنے اور اجازت کے بغیر وہاں رات بسر کرنے کا حکم کیا ہے ؟

اور خاوند کی اطاعت پر اپنے والد کی اطاعت کو ترجیح دینا کیسا ہے ؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

" بیوی کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر والدین یا کسی دوسرے کو ملنے جانا جائز نہیں، کیونکہ اس پر خاوند کا یہ حق ہے، لیکن اگر کوئی شرعی سبب اور جو اسے جانے پر مجبور کرتا ہو تو وہ بغیر اجازت جا سکتی ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (19 / 165).

والدین کو ملنے کے لیے خاوند کی اجازت سے شرط کی دلیل صحیحین میں واقعہ افك والی حدیث ہے، جس میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کي:

" کیا آپ مجھے اپنے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیتے ہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4141) صحیح مسلم حدیث نمبر (2770).

اور عراقی رحمہ اللہ " طرح التثریب " میں لکھتے ہیں:

" عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا یہ کہنا کہ: " کیا آپ مجھے اپنے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیتے ہیں " اس عبارت میں یہ بیان ہوا ہے کہ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر والدین کے پاس نہ جائے، لیکن انسانی حاجت میں اجازت کی ضرورت نہیں، جیسا کہ اس حدیث میں واد ہے " انتہی

دیکھیں: طرح التثریب (8 / 58).

لیکن اس کے باوجود خاوند کو چاہیے کہ وہ بیوی کو اس کے والدین اور دوسرے محرم رشتہ داروں سے ملنے کی اجازت دے، اور اسے انہیں ملنے سے مت روکے، صرف اگر ملنے میں یقینی نقصان اور ضرر ہوتا ہو تو پھر روکا جا سکتا ہے.

کیونکہ بیوی کو اس کے والدین اور محرم رشتہ داروں سے روکنے میں قطع تعلقی ہوتی ہے، اور ہو سکتا ہے اس کی باعث وہ اپنے خاوند کی مخالت کرنا شروع کر دے اور خاوند کی بات ہی نہ مانے.

اور اس لیے بھی کہ جب اسے اس کے والدین سے ملنے کی اجازت دی جائیگی اور وہ اپنے دوسرے محرم رشتہ داروں کو ملنے جا سکےگی تو اسے خوشی حاصل ہوگی، اور خیالات اچھے ہونگے، اور اس کی اولاد بھی خوش ہوگی، اور ان سب کا فائدہ خاوند اور خاندان کو ہی ہوگا.

اور سوال میں جو یہ بیان ہوا ہے کہ وہ اپنے کسی بچے یا بچی کے ساتھ جاتی ہے، یہاں ہم یہ تنبیہ کرنا چاہیں گے کہ جہاں محرم کی موجودگی کی ضرورت ہوگی وہاں صرف چھوٹے بچے یا بچی کی موجودگی کافی نہیں ہے، بلکہ شرعی مصلحت کو مدنظر رکھتے اور اسے پورا کرتے ہوئے محرم کا ہونا ضروری ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اہل علم نے بیان کیا ہے کہ محرم کے لیے بالغ اور عاقل ہونا شرط ہے، لہذا جب مرد پندرہ برس کا ہو جائے یا پھر اس کے زیرناف بال اگ آئیں، یا پھر احتلام وغیرہ کی حالت میں منی خارج ہو جائے تو وہ بالغ شمار ہوگا، اور جب وہ عقل و دانش رکھتا ہے تو اس کا محرم بننا صحیح ہوگا ... "

دیکھیں: فتاوی علماء بلد الحرام (1121).

ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی ہمارے اور سب مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے.

واللہ اعلم .